بھارت میں مسلم کشی اور 'پتھراؤ کا ہتھیار'

ناظم الدین فاروقی ○

بھارت میں روز بروز حالات اس قدر خراب ہو رہے ہیں، جس سے بھارت میں بسنے والا ہر مسلمان مضطرب اور ذہنی تناؤ کا شکار ہے۔ آئے دن ایسے خطرناک مسائل کا سامنا ہوتا ہے کہ ایک افسوس ناک واقعے پر کچھ لکھتے ہوئے، سیاہی خشک نہیں ہوتی، کہ دوسرا اُس سے بھی بڑھ کر الم ناک واقعہ سامنے آجاتا ہے۔ ایسے صبح وشام میں کسی تبصرہ نگار کے لیے جم کر بات کرنے کی ہمت ہی ٹوٹ جاتی ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ یہ سب ایک ترتیب اور متعین مذموم مقصد کے لیے کیا جارہا ہے۔

ایمنسٹی انٹرنیشنل آف انڈیا کے سربراہ ارکار پٹیل نے مدھیہ پردیش کی حکومت پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ ''مسلمانوں کی املاک کو کھرگون انتظامیہ نے غیرقانونی طور پر منہدم کیا ہے''۔

پتھر بازی کو ایک ہتھیار کے طور پر برتنے کی ہندستان میں پرانی روایت ہے۔ اگست ۱۹۴۷ء کے بعد بھارت میں ہونے والے ۱۴ ہزار بڑے مسلم کش فسادات میں اکثر یہی پتھراؤ والا ہتھیار استعمال کیا جاتا ہے۔ ہندو مذہبی جلوس اور یاتراؤں کو پہلے پولیس و انتظامیہ مسلم علاقوں سے گزرنے کی اجازت دیتی ہیں، پھر چند بدمعاشوں کو مسلمانوں کے سادہ لباس میں ملبوس کرا کے ان جلوسوں پر کچھ پتھر پھینکوائے جاتے ہیں، اور ساتھ ہی اس کا الزام مسلمانوں کے سر تھوپ دیا جاتا ہے۔ نعرے بازی، آتش زنی، قتل وخون ریزی، لُوٹ مار، مسلم عورتوں کی بے حُرمتی--- فساد شروع ہوجاتا ہے۔ آزاد بھارت کی تاریخ میں اس طرح مسلط کردہ فسادات کے نتیجے میں لاکھوں مسلمان ہلاک کیے جاچکے ہیں۔

○ حیدرآباد

یوں پتھراؤ یا پتھر بازی کا بہانہ کر کے فساد بھڑکائے جاتے ہیں۔ فسادی غنڈے پولیس کی مدد، سرپرستی اور تائید سے مسلمانوں کے قتل، ریپ اور انھی کی املاک کو نذرِ آتش کرنے میں معاون بن کر یک طرفہ کارروائی کرتے ہیں، اور پھر انھی متاثرہ مسلمانوں کے نوجوان طبقے کو فسادی قرار دے کر گرفتاریاں عمل میں لائی جاتی ہیں۔ بظاہر 'توازن' رکھنے کے لیے ہندو آبادی سے پکڑے چند لوگ بہت جلد باعزّت بری ہوجاتے ہیں، مگر مسلمان نوجوان جیلوں میں گلتے سڑتے رہتے ہیں۔

آنجہانی جنرل بپن راوت ۲۰۱۷ء سے کشمیری ماؤں کو بار بار متنبہ کرتے رہے کہ ''اپنے بچوں کو روکے رکھو ورنہ جو پتھر اُٹھائے گا وہ کچل دیا جائے گا''۔ اس کے بعد پتھراؤ کے الزام میں گرفتار کم عمر بچوں کی بڑی تعداد کشمیر میں ہے۔ ان بچوں پر جیل میں کیا گزرتی ہے، اس باب میں کوئی نہیں لکھتا۔

مذہبی جلوسوں میں ہزاروں غنڈے تلوار، خنجر، لاٹھیاں، سلاخیں، آتشیں اسلحہ و کیمیکل بھری بوتلوں کے ساتھ مسلم بستیوں اور گھروں پر حملہ آور ہوتے ہیں۔ 'مرتا کیا نہ کرتا' کے مصداق اپنی اور اپنے گھر کی عورتوں، بزرگوں کی مدافعت میں بے ساختہ پتھراؤ کے ذریعے حملہ آوروں سے محفوظ رہنے کی آخری کوششیں کی جاتی ہیں، جو ایک انسان کی بقا کا آخری حق ہے۔ اب اسے بھی چھینا جارہا ہے۔

مظفر نگر ۲۰۱۳ء اور پھر ۲۰۲۰ء کے دہلی کے فسادات کے دوران ہزاروں حملہ آوروں کی یلغار سے بچنے اور چھتوں سے مدافعت کے لیے جب مسلمانوں نے اپنی چھتوں پر کچھ پتھر اکٹھے کیے تو ان جمع شدہ پتھروں کی ویڈیو فوٹیج لے کر UAPA ایکٹ کے تحت 'ملک سے غداری' جیسے خطرناک قوانین میں مسلمانوں کے خلاف مقدمات درج کر دیئے گئے اور جن کے گھر والے فسادات میں ہلاک ہوئے، ان پر بھی سخت ترین مقدمات درج کیے گئے۔ ۲۰۲۰ء کے دہلی فساد میں ہندوؤں کے بالمقابل ۴۳ مسلم شہید ہوئے۔ پھر مسلمانوں کی بڑی تعداد بھی دو، دو سال سے جیلوں میں پتھراؤ کے گھناؤنے الزام کے تحت سڑ رہی ہے، نہ سماعت اور نہ رہائی!

● ۱۰/اپریل ۲۰۲۲ء کو راجستھان کے شہر قرولی میں مذہبی ریالی شوبھا یاترا کے نام پر نہایت ذلت آمیز نعرے بازی کے ذریعے حالات کو خراب کیا گیا، اور ساتھ ہی پتھراؤ کے نام پر چُن چُن کر نشاندہی کے ساتھ بڑی تعداد میں مسلمانوں کی دکانوں، پھل اور سبزی فروشوں کے

ٹھیلوں کو لوٹ کر جلا دیا گیا۔ انتظامیہ کی موجودگی میں پٹرول چھڑک کر آگ لگائی گئی اور پولیس گھروں میں گھس گھس کر بے قصور نوجوانوں کو گرفتار کرکے انتہائی بے دردی سے زدوکوب کرتے جیل کی سلاخوں کے پیچھے دھکیلتی رہی، اور یہ سلسلہ تادمِ تحریر جاری ہے۔

● جھاڑکھنڈ میں مساجد کے سامنے مسلمانوں کے نام لے لے کر ڈی جے موسیقی کے شور میں مسلمانوں کو فحش گالیاں دی جاتی رہیں۔ گجرات میں ٹوپی، داڑھی والوں پر فحش طنزیہ، دھمکی آمیز گانے بنائے گئے۔ شرپسند شراب کے نشے میں دھت بدمست ہاتھیوں کی طرح مسلم گھروں پر حملہ آور ہو رہے تھے۔ جلوس میں مسلم خواتین پر جنسی حملے کرنے کی ترغیب پر مبنی کھلے عام نعرے لگائے جارہے تھے۔ اس طرح گجرات کے چار شہروں میں مسلمانوں پر حملے کرکے گھر جلا دیئے گئے۔

● مسلم محلوں کی مساجد کے سامنے یہ فسادی ننگی تلواروں، بھالوں کے ساتھ گھنٹوں خوب ہنگامہ آرائی کرتے رہے تاکہ مسلمانوں میں خوف اور اشتعال پیدا ہو۔ دھمکیاں دی گئیں اور جلوس 'مہابھارت' کے جنگ و جدال کا منظر پیش کررہا تھا۔ مسلمانوں پر حملے، گرفتاریاں، املاک پر تسلط یا مسمار کرنے پھر ان کا قتل عام کرنے کی سازش منصوبہ بندی سے کی جارہی ہے۔

فسادیوں کے مسلم مخالف نعروں اور ہنگامہ آرائی میں ہوسکتا ہے کہیں مسلمانوں نے اپنی مزاحمت میں پتھر پھینکے ہوں۔ اتنی بڑی کھلے عام اور منظم یلغار کے جواب میں بے ساختہ چند پتھر پھینکنا کیا اتنا بڑا جرم ہوگیا کہ کھرگون میں ریاست کی پوری مشنری حرکت میں آگئی اور پولیس بندوبست کے ساتھ مقامی انتظامیہ نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی سربراہی میں مسلمانوں کے ۱۷ مکانات اور ۲۹ دکانوں کو بلڈوزر کے ذریعے مٹی کے ڈھیر میں تبدیل کردیا کہ یہ مسلمان پتھراؤ کررہے تھے۔ بے شرمی کا عالم دیکھیے کہ مدھیہ پردیش کے چیف منسٹر شیوراج سنگھ چوہان اور وزیر داخلہ نروتم مشرا برملا کہہ رہے ہیں کہ ''جن لوگوں نے پتھر بازی کی ہے ہم ایک ایک کو سخت سزا دیں گے اور ان کی جائیدادوں کو بلڈوزر سے ڈھیر کرکے بطور جرمانہ بلڈوزروں کا کرایہ بھی لیں گے، وغیرہ۔ NDTV کے اینکر نے وزیر داخلہ نروتم مشرا سے انٹرویو میں اصرار کرکے پوچھا کہ ''یہ انتقامی کارروائی آپ کس قانون کے تحت کررہے ہیں؟'' جواب میں بار بار نروتم مشرا دُہراتے رہے کہ ''ہم سب کچھ قانون کے مطابق کررہے ہیں'' وغیرہ۔

سپریم کورٹ کے ممتاز وکیل پرشانت بھوشن سے سوال کیا گیا کہ ''کیا قانون میں اس طرح کے انتقام لینے کی کوئی گنجائش ہے؟'' انھوں نے برملا کہا کہ یہ سراسر منصوبہ بند پیمانے پر سرکاری غنڈا گردی اور قانون کی خلاف ورزی ہے۔ جب تک کسی مقدمے میں کارروائی سے عدالت میں یہ ثابت نہیں ہوتا کہ فلاں ملزم نے پتھراؤ کیا تھا، اس وقت تک کوئی بھی کارروائی کرنے کا حکومت یا پولیس اور انتظامیہ کو اختیار حاصل نہیں''۔

کسی غیرقانونی گھر بار کو منہدم کرنے سے پہلے انتظامیہ پر لازم ہے کہ نوٹس دے کر پہلے مقدمہ دائر کرے۔ یہ عدالت کا کام ہے کہ مقدمے کی نوعیت کے اعتبار سے فیصلہ دے اور پھر جس کے خلاف فیصلہ دیا جائے گا، اس کے خلاف اعلیٰ عدالتوں میں عرضی داخل کرنے کا پورا اختیار ہوتا ہے۔ مگر یہاں تو بستیوں کی بستیاں ڈھائے جارہی ہیں اور مسلمانوں کے گھر بار مسمار کرنے کے لیے مفروضے گھڑے جاتے ہیں۔ اپریل کے دوسرے ہفتے میں ہماچل پردیش میں مسلمانوں کی ایک پوری بستی اس الزام کے تحت زمین کے ساتھ برابر کردی گئی کہ وہ ریلوے کی زمین پر قابض تھے۔ اس طرح ہزاروں خاندانوں کے گھر زمین بوس کردیے گئے۔

بھارت میں پتھراؤ سے جائیدادوں کو زمین بوس کرنے کا ایک نیا وحشیانہ طریق کار دنیا کے سامنے ہے۔ گذشتہ چند برسوں سے تجرباتی طور پر پہلے یہ عمل کشمیر میں اور پھر آسام میں بڑے پیمانے پر کیا گیا تھا۔ ہندو بریگیڈ نے دیکھ لیا کہ مسلمان بے بس اور کمزور ہیں اور ہم جو چاہیں کریں، کوئی ہمارے خلاف آواز اٹھانے کی ہمت نہیں رکھتا۔ حقوق کو پامال کرنے والے وہ خودساختہ منصف درندے جو راتوں رات بدترین یلغار کرتے ہوئے مسلمانوں کی بستیوں کو ڈھیر بناتے ہیں، وہ کون سی مہذب سوسائٹی کا حصّہ ہیں اور اس طریق کار کی کون اجازت دے سکتا ہے؟ یہ کون سی جمہوریت ہے؟

چیف منسٹر مدھیہ پردیش چوہان سنگھ نے کہا کہ ''نہ صرف ہم ان کی جائیدادیں مسمار کرکے قرق کریں گے بلکہ مسلمان بستیوں پر اجتماعی بھاری جرمانے بھی عائد کریں گے''۔ فلسطین میں اسرائیلی پولیس کا فلسطینیوں کے ساتھ یہی معاملہ ہے۔ بات بات پر قتل، گرفتاری اور غریب معصوم فلسطینی باشندوں کے گھروں کو بلڈوز کردیا جاتا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ بی جے پی نے اسرائیلی حکومت

سے انتقامی کارروائی کے درس حاصل کیے ہیں۔

چند مٹھی بھر مسلمانوں کی مزاحمت پر بی جے پی/آر ایس ایس غصے میں آپے سے باہر ہورہی ہے۔ انتقام اور بدلے کے جنون اور پاگل پن میں مبتلا ہوچکی ہے۔ مسلمانوں کی ہمتیں اور حوصلے پست کرنے کے لیے یک طرفہ معاندانہ انتقامی کارروائیاں حکومت کی نگرانی میں ہورہی ہیں۔ زندگی کو بچانے کے لیے مزاحمت کا جو بنیادی حق قانون دیتا ہے، اسے بھی اس لیے چھین لینا چاہتے ہیں کہ ظلم و درندگی اور نسل کشی کا نشانہ بننے اور موقعے پر مارے جانے والے بے قصور مسلمان آہ تک نہ کریں۔ خود یہ جلتے، کٹتے، مرتے مسلمان اپنی مسلم قیادت سے سوال کررہے ہیں کہ کس دن کے انتظار میں آپ حضرات سکوت اختیار کیے ہوئے ہیں؟

بھارت میں مسلم ملّی، مذہبی، سیاسی قیادت کمزور اور غیر مؤثر ہوچکی ہے۔ گذشتہ برس بابری مسجد کے مایوس کن فیصلے، قانون طلاق ثلاثہ، کشمیر کی دفعہ ۳۷۰ اور ۳۵-اے کی برخواستگی کے بعد سے نرسمہا آنند سرسوتی کی مسلمانوں کی نسل کشی 'بولی بائی ڈیل'، پھر ۱۱ مارچ ۲۰۲۲ء کو انتہائی اشتعال انگیز فلم 'کشمیر فائلز' کے ریلیز سے لے کر ۱۱/اپریل ۲۰۲۲ء کو شوبھا یاترا تک مسلمانوں کے خلاف جو کچھ ہورہا ہے، اس پر مسلم قائدین، علما کو اتنی توفیق نہیں ہوتی کہ وہ متحد ہوکر ایک بڑی پریس کانفرنس سے خطاب کریں، اور مظالم کے خلاف آواز بلند کریں، تاکہ دُنیا کے تمام انسانی حقوق کے فورم اور حکومتوں تک مظلوموں کی آواز پہنچ سکے۔ اس دوران میں ایک جماعتی وفد نے راجستھان کے حالیہ فساد زدہ گاؤں قرولی کا دورہ کیا۔

مسلمانوں میں اپنے وجود و بقا کا شعور بلند کرنے کی ضرورت ہے۔ دعوتی اور رفاہی کاموں میں مصروف حضرات کے سامنے تو اب اُمت کے تحفظ و بقا کا مسئلہ آن کھڑا ہوا ہے۔ یک طرفہ مسلط کردہ لڑائی کا ہر سطح پر آغاز ہوچکا ہے۔ دین دار، سیکولر اور عام مسلمان طبقے کا یہ فریضہ ہے کہ وہ اپنی جماعتوں، گروہی، مسلکی اختلافات سے اُونچا اُٹھ کر دستور کے دائرے میں اُمت کے تحفظ و بقا کی جدوجہد میں شامل ہوں۔ دستوری و آئینی حقوق کو پامال ہونے سے بچائیں۔